

38543 - طلوع فجر کے بعد لاعلمی میں کھانا کھالیا

سوال

یکم رمضان المبارک کوفجر کے وقت میری بیوی نے مجھے بیدار کیا اور کہنے لگے کیا پانی پینا ہے؟ میں نے جب اس سے گلاس لیا تو پوچھا کیا اذان ہو چکی ہے؟ تو وہ کہنے لگی ابھی نہیں۔ لیکن پانی پینے کے پندرہ یا بیس منٹ بعد اقامت ہو گئی، اس طرح میں نے اذان کے پانچ یا دس منٹ بعد پانی پیا تھا لہذا کیا مجھ پر کچھ ہے؟

پسندیدہ جواب

الحمد لله.

اگر کوئی شخص رات باقی سمجھتے ہوئے یا پھر طلوع فجر نہ ہونے کے گمان میں کھا پی لے تو ایسے شخص کے بارہ میں علماء کرام کا اختلاف ہے، اور اسی طرح اس شخص کے بارہ میں بھی اختلاف کرتے ہیں جس نے غروب شمس سے قبل ہی غروب شمس کے گمان میں کھا لیا۔

اس مسئلہ میں بہت سے علماء کرام کا مسلک تو یہ ہے کہ اس کا روزہ فاسد ہوگا، اور اس کے بدلے میں اسے روزہ رکھنا پڑے گا۔

لیکن کچھ علماء کرام کہتے ہیں کہ: اس کا روزہ صحیح ہے اسے اپنا روزہ پورا کرنا چاہیے، اور اس پر اس روزہ کی قضاء نہیں۔

اس قول کے قائلین میں تابعین میں سے امام مجاہد، اور حسن، شامل اور امام احمد کی ایک روایت بھی اور اسے شافعیہ میں سے المزنی نے اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہم اللہ جمیعاً نے اختیار کیا ہے، اور شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے راجح کہا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

جولوگ سب میں روزے کو صحیح قرار دیتے ہیں (یعنی جب کوئی دن کے شروع میں خطا یا غلطی کر لے اور بھول جائے) وہ کہتے ہیں کہ ہماری دلیل زیادہ قوی ہے، اور کتاب و سنت کی اس پر دلالت بھی ظاہر ہے۔

کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

اے ہمارے رب اگر ہم بھول جائیں اور غلطی کر لیں تو ہمارا مؤاخذہ نہ کرنا ۔

تو یہاں پر خطا اور نسیان میں جمع کیا ہے ، اور اس لیے کہ جس نے حج اور نماز کے محظورات کا غلطی سے ارتکاب کیا وہ بھول کر کرنے والے کی طرح ہی ہے ۔

اور صحیح بخاری میں یہ ثابت ہے کہ :

کہ صحابہ کرام نے عہد نبوی میں روزہ افطار کر لیا اور سورج تھا ، اس حدیث میں اس کا ذکر نہیں کہ انہیں قضاء کا حکم دیا گیا ہو ۔

لیکن ہشام بن عروہ کہتے ہیں کہ : قضاء ضروری ہے ، اور ان کے والد اس سے زیادہ علم رکھتے ہیں وہ یہ کہتے تھے : ان پر کوئی قضاء نہیں ۔

اور صحیحین میں ہے کہ :

کچھ صحابہ کرام اس وقت تک کھاتے تھے جب تک ان میں کسی ایک کو سفید دھاگہ اور سیاہ دھاگہ میں تمیز نہ ہو جاتی ، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ایک کو یہ فرمایا تھا : تیرا سر ہانہ تو بہت وسیع و عریض ہے ، بلکہ اس سے تو رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی مراد ہے ۔

اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت نہیں کہ انہیں قضاء کا حکم دیا ہو ، یہ لوگ حکم سے لاعلم اور جاہل تھے تو اس لیے غلطی کی ۔

عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے کہ :

انہوں نے روزہ افطار کر لیا پھر دن ظاہر ہو گیا تو وہ فرمانے لگے : ہم قضا نہیں کریں گے کیونکہ ہم اثم اور گناہ کی طرف مائل نہیں ۔

اور ان سے یہ بھی روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا : ہم اس کی قضا کریں گے ۔ لیکن پہلی روایت کی سند زیادہ قوی اور ثابت ہے ۔

اور ان سے یہ بھی ثابت ہے کہ انہوں نے فرمایا : یہ معاملہ آسان ہے ۔

اس کی کچھ تو تاویل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا قضاء کا معاملہ آسان ہے ، لیکن الفاظ اس پر دلالت نہیں کرتے ۔

مجموعی طور پر اثر و نظر کے اعتبار سے یہ قول زیادہ قوی معلوم ہوتا ہے اور کتاب و سنت اور قیاس کی دلالت سے زیادہ مشابہ ہے ۔

دیکھیں : مجموع الفتاوی (20 / 572 - 573) اور شرح الممتع (6 / 411)

تو اس طرح روزہ صحیح ہونے اور اس پر قضاء نہ ہونے کے قول کے دلائل کی قوت ظاہر ہوتی ہے ، لیکن اس کے باوجود اگر مسلمان احتیاط کرے اور اس کی قضا میں روزہ رکھے تو یہ بہتر اور احسن ہے ۔

واللہ اعلم .